AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سید کی تعریف، تعیین اور حقیقی سادات کی اقسام: لغوی، شرعی اور عرفی پہلوؤں کا تحقیقی مطالعہ

Definition, Identification, and Classification of Sayyids: A Research Study on Lexical, Juridical, and Conventional Perspectives

1. ***Tanveer Ahmad***
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan.
2. ***Dr. Muhammad Imran***
Associate Professor, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan.

Abstract

The concept of *Sayyid* (descendant of the Prophet Muhammad, peace be upon him) holds a central place in Islamic history, theology, and socio-cultural traditions. This research paper explores the definition, identification, and authentic classification of Sayyids through a multidimensional framework that considers lexical, juridical (sharʻi), and conventional (ʻurfī) perspectives. Lexically, the term *Sayyid* signifies leadership, nobility, and mastery, reflecting the honorific status associated with the lineage of the Prophet's family (*Ahl al-Bayt*). Juridically, Islamic jurisprudence provides clear parameters for determining authentic Sayyid descent, often tied to genealogical documentation, scholarly consensus, and principles of inheritance and religious obligations. These legal definitions are critical in regulating issues such as zakāt exemption, social privileges, and the recognition of familial lineage. From a conventional standpoint, cultural norms and historical practices have shaped communal perceptions of Sayyid identity, sometimes extending beyond strict legal definitions to include symbolic reverence and social roles in Muslim societies. The study emphasizes the necessity of distinguishing between authentic genealogical descent and socially constructed claims, while also recognizing the diversity of perspectives across Islamic schools of thought. By critically engaging linguistic analysis, jurisprudential sources, and socio-cultural traditions, the research aims to provide a comprehensive understanding of the true criteria for identifying Sayyids and their categories. Ultimately, this study contributes to ongoing scholarly debates about lineage authenticity, social authority, and the intersection of religious and cultural recognition in the Muslim world.

Keywords: Sayyid, Ahl al-Bayt, Islamic Jurisprudence, Lineage, Genealogy, Social Identity

تعارف موضوع

لفظ ”سید“ عربی زبان سے ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی سردار، آقا اور معزز شخصیت کے ہیں۔ قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ اور اسلامی تاریخ میں اس لفظ کا استعمال مختلف سیاق و سباق میں ہوا ہے، مثلاً قبائلی سرداروں کے لیے ”سید القوم“، یا عظیم مقام و مرتبہ رکھنے والی شخصیات کے لیے ”سید الشہداء“ جیسی تعبیریں مستعمل ہیں۔ لغوی سطح پر یہ لفظ محض قیادت اور فضیلت کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے، خواہ اس کا تعلق نسبی اعتبار سے اہلِ بیت کرام سے ہو یا نہ ہو۔ تاہم اسلامی فقہ اور شرعی تناظر میں ”سید“ کی تعیین زیادہ مخصوص اور محتاط بنیادوں پر کی جاتی ہے، جس میں اولادِ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بالخصوص حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی نسل کو اصل میں سید کہا جاتا ہے۔

عرفی اور معاشرتی سطح پر برصغیر پاک و ہند اور متعدد عرب و اسلامی ممالک میں یہ اصطلاح رفتہ رفتہ صرف اولادِ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص ہوگئی، حالانکہ شریعت کی رو سے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ پورے بنو ہاشم پر حرام ہیں، جن میں حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر،

حضرت عقیل اور حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی نسلیں شامل ہیں۔ یہ تحقیقی مطالعہ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ "سید" کی تعریف، تعیین اور اقسام کے سلسلے میں لغوی، شرعی اور عرفی پہلوؤں کے مابین کس طرح توازن قائم کیا جاسکتا ہے اور سادات کے احترام و مراتب کے بارے میں اسلامی ہدایات کس قدر جامع ہیں۔

مبحث الاول:سید کی لغوی اور اصطلاحی تعریف قرآن واحادیث اور اقوال صحابہ کی روشنی میں

مطلب الاول:لفظ'سید'کا لغوی واصطلاحی معنی

لفظ'سید'اور'سائد'عربی زبان کے الفاظ ہیں، جن کے بنیادی معنی'سردار'یا'معزز آدمی'ہیں۔'سید'کی جمع'سادہ'آتی ہے، جبکہ'سائد'کی جمع'سادات' ہے۔ قرآنِ کریم میں لفظ'سید'کا استعمال متعدد مقامات پر ہوا ہے، جو اس کے وسیع معانی کی عکاسی کرتا ہے۔

ایک مقام پر یہ ارشاد ہوا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ﴾[1]

"بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے، جو اللہ کے کلمے کی تصدیق کرنے والے، سردار، (عورتوں سے) بچنے والے اور صالحین میں سے نبی ہوں گے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا﴾[2]

"اور وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی، تو انہوں نے ہمیں راہ سے بھٹکا دیا۔"

تیسرے مقام پر ارشاد نازل ہوا ہے:

﴿ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ﴾[3]

"اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے (یعنی یوسف علیہ السلام آگے اور زلیخا پیچھے تھیں)، اور زلیخا نے یوسف کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا، اور دروازے پر (زلیخا کے) سردار (اس کا خاوند) کو موجود پایا۔"

مندرجہ بالا قرآنی آیات میں لفظ'سید'کا استعمال دو مقامات پر'سردار'کے معنی میں ہوا ہے، جبکہ ایک مقام پر یہ'خاوند'کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لفظ'سید'کے لغوی معنی میں'سردار'، 'آقا'، 'مالک' وغیرہ شامل ہیں۔ مسلم معاشرے میں، یہ لفظ احتراماً حضور سید عالم ﷺ کے دونوں نواسوں، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی پاک اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عرب ممالک میں سادات کے لیے عموماً لفظ'شریف'استعمال کیا جاتا ہے،

---

[1] القرآن 39:3

[2] القرآن 67:33

[3] القرآن 25:12

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

جیسا کہ علمائے کرام اور فقہاء کی تحریروں سے واضح ہے۔ اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور (صدرِ اول) میں، عباسی، علوی، اور دیگر تمام بنوہاشم کو 'شریف' (یا 'سید') کہا جاتا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ تمام بنوہاشم کو نبی کریم ﷺ سے نسبی تعلق کی وجہ سے ہاشمی شرف حاصل ہے، لیکن بعد میں: لفظ 'شریف' (اور 'سید') خاص طور پر حضرت سیدنا امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے لیے استعمال ہونے لگا۔ آج تک عرب اور عجم کے علاقوں میں لفظ 'شریف' اور 'سید' اسی معنی میں رائج ہے۔ اس لیے، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے علاوہ کسی دیگر ہاشمی (جیسے عباسی، علوی، یا قریشی) کا اپنے آپ کو 'سید' کہنا یا اپنے نام کے ساتھ 'سید' کا سابقہ لگانا، ہمارے پاک و ہند اور دیگر مماثل ممالک کے عرف کے مطابق درست نہیں سمجھا جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی کے نام کے ساتھ 'سید' کا لقب (عنوان) لگا ہوتا ہے، تو فوری طور پر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ذریعے نبی پاک ﷺ کی نسلِ پاک سے تعلق رکھتا ہے، جبکہ عباسی یا علوی وغیرہ حضور ﷺ کی اولاد میں سے براہ راست نہیں ہیں۔

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کو 'سید' کہا جاتا ہے۔ اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

(يُطلَقُ عَلٰى مُومِنِي بَنِي بَاشِمٍ أَشْرَافٌ وَالوَاحِدُ شَرِيفٌ كَمَا بُوَ مُصْطَلَحُ السَّلَفِ وَإِنَّمَا حَدَثَ تَخصِيصُ الشَّرِيفِ بِوَلَدِ الحَسَنِ وَالحُسَينِ فِي مِصرَ خَاصَّةً فِي عَهدِ الفَاطِمِيّينَ)[4]

"بنوہاشم کے مومنین پر 'اشراف' کا اطلاق ہوتا ہے، اور اس کا واحد 'شریف' ہے۔ یہ سلفِ صالحین کی اصطلاح ہے۔ البتہ، مصر میں فاطمی خلفاء کے دور میں خاص طور پر 'شریف' کا استعمال امام حسن اور امام حسین کی اولاد کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔"

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ اس بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(اِنَّ اِسمَ الشَّرِيفِ كَانَ يُطلَقُ فِي الصَّدرِ الأَوَّلِ عَلٰى كُلِّ مَن كَانَ مِن أَهلِ البَيتِ سَوَاءٌ كَانَ حَسَنِيًّا اَم حُسَينِيًّا اَم عَلَوِيًّا مِن ذُرِّيَّةِ مُحَمَّدِ بنِ الحَنَفِيَّةِ وَ غَيرِهِ مِن أَولَادِ عَلِيِّ بنِ اَبِي طَالِبٍ، اَم جَعفَرِيًّا اَم عَقِيلِيًّا اَم عَبَّاسِيًّا وَ لِهٰذَا تَجِدُ تَارِيخَ الحَافِظِ الذَّهَبِيِّ مَشحُونًا فِي التَّرَاجِمِ بِذٰلِكَ يَقُولُ: الشَّرِيفُ العَبَّاسِيُّ الشَّرِيفُ العَقِيلِيُّ، الشَّرِيفُ الجَعفَرِيُّ الشَّرِيفُ الزَّينَبِيُّ، فَلَمَّا وَلِيَ الخُلَفَاءُ الفَاطِمِيُّونَ بِمِصرَ قَصَرُوا اسمَ الشَّرِيفِ عَلٰى ذُرِّيَّةِ الحَسَنِ وَالحُسَينِ فَقَط وَاستَمَرَّ ذٰلِكَ بِمِصرَ اِلَى الآنَ)[5]

"ابتدا میں 'شریف' کا نام ہر اس فرد پر بولا جاتا تھا جو اہلِ بیت سے تعلق رکھتا ہو، خواہ وہ حسنی ہو، حسینی ہو، محمد بن حنفیہ کی اولاد میں سے علوی ہو، یا دیگر اولادِ علی بن ابی طالب سے، جیسے جعفری، عقیلی یا عباسی۔ اسی وجہ سے آپ حافظ ذہبی کی تاریخ تراجم میں پائیں گے کہ وہ 'شریف عباسی'، 'شریف عقیلی'، 'شریف جعفری'، 'شریف زینبی' لکھتے ہیں۔ پھر جب فاطمی خلفاء نے مصر میں

[4] حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی، **حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح**(لبنان:دار الکتب العلميه، 1998ء،طبع الاولی) 12۔

[5] جلال الدین السیوطی، **الحاوی للفتاویٰ**(بیروت: دار الفکر1986ء)،2/ 39۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

حکومت سنبھالی، تو انہوں نے 'شریف' کے نام کو صرف حسن اور حسین کی اولاد تک محدود کر دیا، اور مصر میں یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔"

جب مصر میں فاطمی خلفاء نے اقتدار سنبھالا، تو انہوں نے 'شریف' (سید) کا لفظ صرف حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے ساتھ مخصوص کر دیا، اور یہی اصطلاح آج تک مصر میں رائج ہے۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ بھی اسی بات کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(اِعلَم اَنَّ اِسمَ الشَّرِیفِ کَانَ یُطلَقُ فِی الصَّدرِ الْاَوَّلِ عَلٰی مَن کَانَ مِن أَھلِ البَیتِ وَلَو عَبَّاسِیًّا اَو عَقِیلِیًّا وَمِنهُ قَولُ الْمُؤَرِّخِینَ: الشَّرِیفُ العَبَّاسِیُّ، الشَّرِیفُ الزَّینَبِیُّ، فَلَمَّا وَلِیَ الفَاطِمِیُّونَ بِمِصرَ قَصَرُوا الشَّرَفَ عَلٰی ذُرِّیَّةِ الحَسَنِ وَالحُسَینِ فَقَط وَاستَمَرَّ ذٰلِکَ اِلَی الْاٰنِ)[6]

"جان لو! بیشک 'شریف' کا نام ابتدائی دور میں ہر اس فرد پر بولا جاتا تھا جو اہلِ بیت سے تعلق رکھتا ہو، خواہ وہ عباسی ہو یا عقیلی۔ اسی میں مؤرخین کا یہ قول بھی شامل ہے: 'شریف عباسی'، 'شریف زینبی'۔ پھر جب فاطمی خلفاء نے مصر میں حکومت سنبھالی، تو انہوں نے 'شرف' کو صرف حسن اور حسین کی اولاد تک محدود کر دیا، اور یہ سلسلہ آج تک مصر میں جاری ہے۔"

امام اہلسنت، مجددِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ:

"سبطین کریمین (یعنی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) کی اولاد سید ہیں۔"[7]

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے اس نکتے کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"خیال رہے کہ امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ عنہما) کی اولاد کو 'سید' کہا جاتا ہے۔"[8]

آپ مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ:

"اگرچہ پاک وہند میں لفظ 'سید' تعظیم اور تکریم کے لیے بطور لقب یا خطاب استعمال ہوتا ہے، لیکن عرفِ عام میں 'سید' کا اطلاق صرف ان پر ہوتا ہے جو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اہل عرف انہی الفاظ کو اسی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ اس سے قبل تفصیلی دلائل گزر چکے ہیں۔ اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ کسی لفظ سے عرف میں جو معنی مراد لیے جاتے ہوں، اس معنی کو ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ عرف کی وجہ سے حقیقی اور لغوی معنی کو بعض اوقات چھوڑ

---

[6] احمد بن محمد بن علی بن حجر، **الفتاویٰ الحدیثیه**، مترجم مفتی شیخ فرید(لاہور:مکتبه اعلی حضرت، 2017ء) 168۔

[7] احمد رضا خان بریلوی، **فتاویٰ رضویہ** (لاہور: مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، 2017ء)، 13/361۔

[8] احمد یار خان نعیمی، **اجمال ترجمہ المال ملحق بمرآۃ المناجیح**، (گجرات: نعیمی کتب خانہ، 2013ء)102۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

دیا جاتا ہے۔ لہٰذا، یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لفظ 'سید' عرفِ عام میں نسب کے بیان کے لیے ہی بولا جاتا ہے، اور اس کو محض ایک لقب ماننا اور نسب کے لیے اس کے استعمال کا انکار کرنا درست نہیں۔"[9]

ہندوستان (پاک و ہند) میں لفظ 'سید' تعظیم اور تکریم کے لیے ایک باقاعدہ لقب کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"شیخ کسی خاص قوم کا نام نہیں، ہندوستان میں مسلمانوں نے تین قومیں خاص شریف قرار دیں اور انہیں 'سید' یا 'میر' اور 'خاں' اور 'بیگ' کے خطاب دیے کہ ان سب لفظوں کے معنی عربی و فارسی و ترکی میں 'سردار' ہیں۔ باقی تمام شرفاء جیسے اولادِ امجاد، خلفائے کرام، بنو عباس اور انصار کو ایک عام لقب دیا گیا، 'شیخ' کہ یہ بھی بمعنی 'بزرگ' ہے۔ ان کے سوا جو قومیں رہ گئیں کہ دنیاوی عرف میں رذیل سمجھی جاتی ہیں، انہوں نے جب دیکھا کہ 'میر'، 'خاں' اور 'بیگ' تو خاص خاص اقوام کے لقب ہیں، ان میں گنجائش نہیں اور 'شیخ' ایک عام لفظ ہے، جس میں باقی سب داخل، تو اسی کو سماعی والا خطاب پا کر سب قوموں نے اپنی بھرتی اسی میں کر دی۔"[10]

کسی لفظ سے عرف میں جو معنی مراد لیے جاتے ہوں، عرف کی وجہ سے اس کے حقیقی اور لغوی معنی کو بعض اوقات چھوڑ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ، کتاب 'البنایہ شرح الہدایہ' میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے:

(أَنَّ مُقْتَضَى اللَّفْظِ قَدْ يُتْرَكُ بِدِلَالَةِ العُرْفِ)[11]

"لفظ کے معنی کا تقاضا عرف کی دلالت کی وجہ سے ترک کیا جا سکتا ہے۔"

اس تفصیلی وضاحت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمارے عرف میں کسی ایسے فرد، عالم یا مفتی وغیرہ کے لیے مطلقاً لفظ 'سید' استعمال کرنا درست نہیں، جو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے نہ ہو۔ البتہ، ہمارے ہاں، لغوی معنی میں بزرگانِ دین، مثلاً صحابہ کرام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان کے لیے 'سیدنا' (ہمارے سردار و آقا) کی نسبت یا اضافت کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ یہ عمل اس ممانعت میں شامل نہیں، کیونکہ ان بزرگوں کے اسماء کے ساتھ صرف لفظ 'سید' استعمال نہیں ہوتا، بلکہ 'سیدنا' یا 'سیدی' کی اضافت کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارے عرف میں اس طرح اضافت کے ساتھ لفظ 'سید' بولنے سے کوئی بھی یہ نہیں سمجھتا کہ یہ بزرگ نبی پاک ﷺ کی نسلِ پاک سے ہیں۔ لہٰذا، اس انداز سے اضافت کے ساتھ کسی بزرگ کے ساتھ لفظ 'سید' لکھنا یا بولنا درست ہے۔ یہ تمام عرف پاک و ہند کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔ اگر کسی دوسرے ملک یا علاقے کا عرف اس سے مختلف ہو، تو اس پر یہ حکم لاگو نہیں ہوگا۔

---

[9] النعیمی، **اجمال ترجمہ المال ملحق بمرآۃ المناجیح**، 103۔

[10] احمد رضا، **فتاویٰ رضویہ**، 11/719۔

[11] محمود بن احمد بن موسیٰ المعروف بدر الدین العینی، **البنایہ شرح الہدایہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000ء) 10/ 58۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مطلب الثانی: کتاب تحقیق سید و سادات میں لفظ 'سید' کی وضاحت

کتاب تحقیق سید و سادات میں لفظ 'سید' کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

"اہل عرب نے اپنی زبان کے اس معروف لفظ 'سید' کو کبھی نسب یا قومیت کے اظہار کے لیے استعمال نہیں کیا، اور نہ ہی کوئی عرب یا قریشی قبیلہ اور خاندان 'سید' کہلایا۔ 'سادگی'، 'سیادت' اور 'مجد و شرف' کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ 'سید' واحد ہے، اس کی جمع 'سادہ' اور جمع الجمع 'سادات' ہے۔ ہماری زبان میں لفظ 'سید' کا صحیح مفہوم 'سردار'، 'سربراہ'، 'مالک'، 'آقا'، 'مخدوم' اور 'محترم' جیسے الفاظ سے ادا ہوتا ہے، جبکہ 'مسٹر' اور 'محترم' کے لیے بھی 'سید' اور 'سیدی' کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اہل عرب غیر قوم کے غیر مسلم اشخاص کو 'مسٹر' اور 'محترم' کے معنی میں 'سید' کہتے ہیں۔"[12]

1۔ عرب قبیلے اور خاندان:

عرب قبائل، خواہ وہ عدنانی ہوں یا قحطانی، سب تحقیق کے مطابق سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ قبائل لاتعداد شاخوں اور خاندانوں میں بٹ گئے، اور ہر شاخ اپنے مورثِ قبیلے یا خاندان کے نام سے منسوب ہو گئی، مثلاً: فہر (جو قریش کہلائے) کی اولاد قریشی کہلائی، اور ہاشم بن عبد مناف کی اولاد ہاشمی کہلائی، وغیرہ۔

ظہورِ اسلام سے بہت پہلے، قبیلہ قریش کے چھوٹے بڑے خاندان موجود تھے، جو اپنے آباء و اجداد کے نام سے موسوم تھے۔ ان قریشی خاندانوں میں دس زیادہ ممتاز اور معروف تھے، جن میں سے چند یہ ہیں: بنی ہاشم (ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب کی اولاد)، بنی امیہ (امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی اولاد)، بنی نوفل (نوفل بن عبد مناف بن قصی بن کلاب کی اولاد)، بنو عبد الدار (عبد الدار بن قصی بن کلاب کی اولاد)، اور بنو اسد (اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب کی اولاد)۔ اس کے علاوہ، قصی بن کلاب بن مرہ کے پانچ دیگر خاندان بھی تھے، جن میں بنو تیم (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان)، بنو مخزوم (سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خاندان)، بنو عدی (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خاندان)، بنو جح (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا خاندان)، اور بنو سلیم (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، فاتحِ مصر، کا خاندان) شامل تھے۔ باقی دس قریشی گھرانے عامر بن لُوی اور ان کے بھائیوں اور بنو العم کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔[13]

مندرجہ ذیل شجرہ قریشی خاندانوں کے انساب کا ایک مختصر جائزہ پیش کرتا ہے:

2۔ قریشی گھرانے:

جیسا کہ مندرجہ بالا شجرے سے واضح ہوتا ہے، قصی بن کلاب ہاشمی، اموی، اسدی اور دیگر کئی خاندانوں کے مورثِ اعلیٰ تھے، جن کا زمانہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل کا ہے۔ انہوں نے مکہ میں جس شہری حکومت کی بنیاد رکھی، اس کے مذہبی، عدالتی اور جنگی معاملات اور دیگر انتظامی امور، چودہ عہدوں

---

[12] محمود احمد عباسی، **تحقیق سید و سادات** (کراچی: مکتبہ محمود، لیاقت آباد 2018ء) 17۔

[13] عباسی، **تحقیق سید و سادات**، 17۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

میں تقسیم تھے، جو مذکورہ بالا دس قریشی خاندانوں میں سے ہر ایک کے ذمہ تھے۔ مثلاً، بنی ہاشم کے سپرد 'سقایہ' اور 'عمارہ' کے عہدے تھے، یعنی حاجیوں کو پانی فراہم کرنے اور خانہ کعبہ کی دیکھ بھال کے انتظامات۔

ظہورِ اسلام کے وقت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ان خدمات کو انجام دیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خاندانِ بنو عدی کے ذمے نزاعی معاملات کا تصفیہ اور سفارت کی خدمات تھیں۔ ان کے دادا، نفیل بن عبد العزیٰ، وہ شخصیت تھے جن سے قریش اپنے نزاعی معاملات کا فیصلہ کراتے تھے۔ اس حوالے سے امام بلاذری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

(نُفَیلُ بنُ عَبدِ العُزّیٰ وَ کَانَ یَتَحَاکَمُ اِلَیهِ قُرَیشٌ)[14]

"نفیل بن عبد العزیٰ وہ شخص تھے جن سے قریش اپنے مقدمات کا فیصلہ کراتے تھے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ظہورِ اسلام تک سفارت کی خدمات انجام دیتے رہے۔

اشناق (خون بہا اور مالی تاوان کا انتظام) کا عہدہ بنی تیم کے پاس تھا، جسے اس دور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انجام دیتے تھے۔ جنگی عہدوں میں سب سے بڑا عہدہ 'العقاب' (قومی نشان کی علمبرداری) کا تھا، یعنی جنگ کے دوران تمام قریشی خاندان قومی نشان کے علمبردار کی قیادت میں اکٹھے ہوتے تھے۔ یہ عہدہ بنی امیہ میں موروثی تھا۔ حرب بن امیہ کے بعد حضرت ابوسفیان بن حرب قریش کے قائد بنے۔ دیگر خدمات دوسرے خاندانوں کے سپرد تھیں، اور یہ تمام قریشی سردار اور سربراہ اپنے اپنے خاندانوں کے 'سید' کہلاتے تھے۔[15]

ان قبائل میں نسب اور قومیت کا اظہار ان کی خاندانی نسبت سے ہوتا تھا، مثلاً ہاشمی، اموی، تیمی، مخزومی اور سہمی وغیرہ۔ یہ تمام قریشی خاندان آپس میں نکاح اور مصاہرت کے ذریعے انتہائی مربوط اور منسلک تھے، یہاں تک کہ ہاشمیوں کے نانا مخزومی وزہری تھے، اور مخزومی وزہری کے ساتھ ہاشمی، انصاری اور دیگر عربی قبائل کے رشتے بھی قدیم زمانے سے چلے آرہے تھے۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ تو دو حقیقی بھائیوں کی اولاد تھے، اور ان کے آپس کے بیاہ شادی کے واقعات بھی مشہور و معروف ہیں۔ دیگر قریشی اور انصاری خاندانوں کی باہمی قرابتوں کی تفصیلات کتبِ انساب میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔ مثال کے طور پر، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، جو 'سیف اللہ' کے لقب سے مشہور ہیں، نسباً مخزومی تھے، اور ان کے خاندان کی ایک شاخ سے رسول اللہ ﷺ کی دادی فاطمہ بنتِ عمرو کا تعلق تھا۔ آپ ﷺ کی دو پھوپھیاں بھی اسی خاندان میں بیاہی گئی تھیں جن سے ان کی اولاد ہوئی۔ آپ کے بڑے چچا، زبیر بن عبد المطلب، کی زوجہ بھی مخزومیہ خاندان سے تھیں۔ حضرت ابو طالب نے بھی اسی مخزومی گھرانے میں اپنی ایک بیٹی کی شادی کی تھی۔ نیز، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دادا، نفیل بن عبد العزیٰ، اور رسول اللہ ﷺ کے سوتیلے دادا، نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف، آپس میں سوتیلے بھائی تھے۔[16]

---

[14] احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری، **انساب الأشراف** (بیروت: دار الفکر 1974ء) 347/1۔

[15] عباسی، ***تحقیق سید وسادات***، 18۔

[16] بلاذری، **انساب الأشراف**، 1/ 16۔

مطلب الثالث: آیاتِ قرآنی میں 'سید' کا مفہوم

قرآنِ کریم میں لفظ 'سید' ان تین آیات میں 'سردار' اور 'آقا' کے معانی میں استعمال ہوا ہے، نہ کہ نسب یا قومیت کے اظہار کے لیے۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴾[17]

"بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے، جو اللہ کے کلمے کی تصدیق کرنے والے، سردار، (عورتوں سے) بچنے والے اور صالحین میں سے نبی ہوں گے۔"

﴿ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴾[18]

"اور وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی، تو انہوں نے ہمیں راہ سے بھٹکا دیا۔"

﴿ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ﴾[19]

"اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے (یعنی یوسف علیہ السلام آگے اور زلیخا پیچھے تھیں)، اور زلیخا نے یوسف کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا، اور دروازے پر (زلیخا کے) سردار (اس کا خاوند) کو موجود پایا۔"

پہلی دو آیات میں 'سید' اور 'سادتنا' کے معنی 'سردار' کے ہیں، جبکہ آخری آیت میں 'سید' سے مراد 'آقا' (خاوند) ہے۔ ان تین آیات کے علاوہ کلامِ الٰہی میں یہ لفظ کسی اور جگہ استعمال نہیں ہوا۔[20]

مطلب الرابع: کلام نبوی ﷺ میں 'سید' کا مفہوم

نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں بھی لفظ 'سید' 'سردار' اور 'سربراہ' کے معنی میں استعمال ہوا ہے، نہ کہ نسب یا قومیت کے اظہار کے لیے۔ ذیل میں کلامِ نبوی سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے اوس کے سردار تھے اور 'سید الاوس' کہلاتے تھے۔ آپ ایک جلیل القدر صحابی تھے اور آپ کا قبیلہ اوس، جاہلیت کے دور میں بنی قریظہ یہود کا حلیف تھا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر جب یہود نے خطرناک سازش اور غداری کی، تو ان کا محاصرہ کیا گیا اور وہ مجبور ہو کر اپنے حلیف قبیلے اوس کے سردار حضرت سعد انصاری کو اپنے معاملے میں حکم ماننے پر تیار ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ قبول فرمالیا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہود کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ کے حضور تشریف لا رہے تھے، تو آپ نے صحابہ سے فرمایا:

---

[17] القرآن 39:3

[18] القرآن 67:33

[19] القرآن 12:25

[20] عباسی، *تحقیق سید و سادات*، 22۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

(قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم اَو خَیرِکُم)[21]

"اپنے سردار (سعد) کی طرف کھڑے ہو کر ان کی پذیرائی کرو (ایک روایت کے مطابق "اپنے سے بہتر کی پذیرائی کرو)۔"

حضرت قیس بن عاصم بن سنان بن خالد بن منقر رضی اللہ عنہ (جو قریشی نہیں تھے) فتحِ مکہ کے بعد وفدِ تمیم کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا:

(سَیِّدُ أَهلِ الوَبَرِ)

"وہ اہلِ وبر (یعنی بادیہ نشینوں) کے سردار تھے۔"

مؤرخین نے ان کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں:

"وہ شریف اور سردار تھے۔"[22]

غزوۂ حنین میں ہوازن اور ثقیف قبائل کے تیر اندازوں نے شدید جنگ کی۔ انہی میں بنو کنانہ کا ایک بہادر جوان، جس کا نام الجلاح تھا، بڑی بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ ابن جریر طبری بیان کرتے ہیں کہ:

(قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَلَغَهُ قَتْلُ الْجَلاحِ: قُتِلَ الْيَوْمَ سَيِّدُ شَبَابِ ثَقِيفٍ)[23]

"جب رسول اللہ ﷺ کو الجلاح کی شہادت کی خبر پہنچی، تو آپ نے فرمایا: "آج ثقیف کے جوانوں کا سردار شہید ہو گیا۔"

حضرت بِشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ، انصار کے بنو سلمہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ آپ ان پہلے انصاری صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی۔ نبی کریم ﷺ نے بنو سلمہ سے پوچھا: "تمہارا سردار کون ہے؟" لوگوں نے جد بن قیس کا نام لیا، جن کی طبیعت میں بخل کا مادہ تھا۔ آپ نے فرمایا:

(سَیِّدُکُمُ الأَبیَضُ الجَعدُ بِشرُ بنُ البَرَاءِ)[24]

"نہیں، تمہارے سردار تو سفید بالوں والے، بشر بن براء ہیں!"

واقعہ یہ ہے کہ خیبر کی ایک یہودیہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زہر ملا ہوا گوشت ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے دہنِ مبارک میں لے کر فوراً تھوک دیا، لیکن حضرت بِشر رضی اللہ عنہ نے اس کا لقمہ نگل لیا تھا۔ یہی وجہ ان کی شہادت کا سبب بنی۔

---

[21] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، (بیروت: دار ابن کثیر دمشق، 2002ء، طبع الاولی)، کتاب المغازی، باب مرجع النبی من الأحزاب، رقم الحدیث: 4121۔

[22] احمد بن محمد بن عبد ربه الاندلسی، **العقد الفريد** (الرياض: مكتبه المعارف، 1983ء، طبع الاولی)، 2/ 367۔

[23] محمد بن جرير الطبری، **تاريخ الأمم والملوك (تاريخ الطبری)**، (بيروت: دار الفكر 2015ء)، 3/ 130۔

[24] بلاذری، **انساب الاشراف**، 1/ 246۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

صحیح بخاری میں ایک باب کا عنوان ہے: "غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے، اور نبی کریم ﷺ نے مال کو سردار سے منسوب کیا ہے۔" اس حدیث کے متن میں لفظ 'سید' جو کئی بار آیا ہے، ہر جگہ 'سردار' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بڑی جانبازی سے شمشیر زنی کی اور شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں 'سید الشہداء' اور 'اسد اللہ' (اللہ کا شیر) کا لقب دیا۔

(وَلَقَّبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَسَدَ اللهِ وَسَمَّاهُ سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ)[25]

"آپ ﷺ نے انہیں اللہ کا شیر اور سید الشہداء کا لقب دیا۔"

کلام الٰہی کی طرح، کلام نبوی میں بھی 'سید' کا لفظ 'سردار'، 'سربراہ' اور 'آقا' کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ کسی خاندان یا شخص کے نسب یا قومیت کے اظہار کے لیے ہرگز نہیں۔

مطلب الخامس: اقوالِ صحابہ میں 'سید' کا مفہوم

ابن جریر طبری نے سردارانِ قریش اور قبیلہ اوس کے افراد کے بارے میں، فتحِ مکہ سے پہلے، صلحِ حدیبیہ کی تجدید کے سلسلے میں مدینہ آنے کی ایک روایت درج کی ہے، جس میں بیان ہوا ہے کہ گفتگو کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

(وَ لٰكِنَّکَ سَيِّدُ بَنِي كِنَانَةَ)[26]

"لیکن تم بنو کنانہ کے سردار ہو۔"

خلیفہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب رومی عیسائیوں کی طاقت کے مقابلے میں اسلامی مجاہدین کے دستے روانہ کیے، تو قیس بن عبیرہ بن مکشوح المرادی بھی اپنے قبیلے کے غازیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ جنگ و جدل کے ماہر اور بہادر تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کے دوران ان سے فرمایا:

(اِنَّکَ شَرِيفٌ بَأسٍ سَيِّدٌ مُجَرَّبٌ)[27]

"بیشک تم بہادر، تجربہ کار اور سردار شریف ہو۔"

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں، رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور سردارِ قریش حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا خاص اکرام کرتے تھے اور انہیں اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے۔ اس حوالے سے کہا گیا ہے:

---

[25] عباسی، **تحقیق سید و سادات**، 24۔

[26] طبری، **تاریخ الأمم والملوک**، 3/ 225۔

[27] ابن عبد ربہ، **العقد الفرید**، 1/ 254۔

(وَ كَانَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ يَفرُشُ لَهٗ فِرَاشًا فِي بَيتِهٖ فَلاَ يَجلِسُ عَلَيهِ اَحَدٌ اِلَّا العَبَّاسُ بنُ عَبدِ المُطَّلِبِ وَ اَبُو سُفيَانَ بنُ حَربٍ)[28]

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں، ان کے گھر میں بیٹھنے کے لیے ایک مخصوص فرش بچھایا جاتا تھا، جس پر حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت ابوسفیان بن حرب کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں بیٹھتا تھا۔"

احنف بن قیس رضی اللہ عنہ، ایک مشہور تابعی تھے، جو اپنی قوم کے وفد کے ساتھ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اپنی قوم کے سردار ('سید') تھے اور اہالیانِ بصرہ کے معاملات کو اس قدر فصیح و بلیغ انداز میں پیش کیا کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا:

(هٰذَا وَاللّٰهِ سَيِّدٌ، هٰذَا وَاللّٰهِ سَيِّدٌ)

"واللہ! یہ شخص سردار ہے، واللہ! یہ شخص سردار ہے۔"

انہیں احنف بن قیس کو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جہادِ خراسان پر متعین کیا، جہاں انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان کے دیگر رشتہ داروں میں سے جو اپنی قوم کے اکابر تھے، ابن قتیبہ نے ان کے بارے میں کہا ہے:

(سَيِّدُهُم بِالكُوفَةِ)[29]

"وہ کوفہ میں اپنے سردار تھے۔"

حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ، کاتبِ وحی اور سابقون الاولون میں سے تھے (یعنی اسلام قبول کرنے والوں میں سے پہلے)۔ جب خلافتِ فاروقی میں ان کی وفات ہوئی، تو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(اَلْيَومَ مَاتَ سَيِّدُ المُسلِمِينَ)[30]

"آج مسلمانوں کے سردار (سید المسلمین) کی وفات ہوگئی۔"

یہ تمام اقوال واضح کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کے دور میں 'سید' کا لفظ کسی خاص نسب کے بجائے کسی شخص کی سماجی حیثیت، قیادت، علم یا بہادری کے اعتراف کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ یہ عرفی معنی بعد میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے منسوب ہو کر خاص ہوگئے، لیکن صحابہ کے زمانے میں اس کا اطلاق وسیع تر مفہوم میں ہوتا تھا۔

---

[28] ابن ابی الحدید، **شرح نہج البلاغۃ**، (بغداد: دار الکتب العربی، 2007ء) 3/ 480۔

[29] ابن قتیبہ، **کتاب المعارف**، (کراچی: پاک اکیڈمی، 2021ء) 131۔

[30] الطبری، **تاریخ الأمم والملوک**، 3/ 225۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مبحث الثانی: کتب سیر و تاریخ وانساب میں 'سید' کا مفہوم

سیرت، تاریخ اور انساب کی کتب میں، خواہ وہ متقدمین کی تصنیفات ہوں یا متاخرین کی (یعنی آٹھویں اور نویں صدی ہجری تک کی تصانیف)، لفظ 'سید'، 'سادات'، 'اشراف'، 'کبیر' اور 'زعیم' جیسے الفاظ قبائل کے سرداروں اور خاندانوں کے اکابرین کی امتیازی حیثیت کے اظہار کے لیے استعمال ہوئے ہیں، نہ کہ کسی فرد یا خاندان کی قومیت یا نسب کے لیے۔

قبیلہ قریش میں مخزومی خاندان ایک ممتاز اور بااثر خاندان تھا، اور اس کے سردار، ولید بن مغیرہ، کے بارے میں کہا گیا ہے:

(السَّيِّدُ مِنَ السَّادَاتِ القُرَيشِ)[31]

"وہ قریش کے سرداروں میں سے ایک سید تھے۔"

ولید بن مغیرہ اپنے دل میں تو نبوت کو تسلیم کرتا تھا، مگر ایک مرتبہ غرور اور سیادت کی وجہ سے کہنے لگا: "کیا بات ہے کہ محمد ﷺ کو نبوت عطا کی گئی اور مجھے اس سے محروم رکھا گیا؟" اسی طرح، عمرو بن مسعود ثقفی نے بھی اپنی قوم کے بارے میں کہا تھا: "ثقیف کے سردار کو (مکہ میں) کیوں چھوڑا جائے؟ حالانکہ ہم خود ان دو شہروں (مکہ و طائف) کے بڑے لوگ ہیں۔"

مفسرین کا قول ہے کہ قرآنِ پاک کی اس آیت میں ولید بن مغیرہ کے اسی تکبر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ﴾[32]

"اور انہوں نے کہا: 'یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی بڑے شخص پر کیوں نازل نہ ہوا؟' کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ ہم ہی نے ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت تقسیم کی ہے۔"

مذکورہ آیت میں اور اس سے قبل کی آیات میں 'رجلِ عظیم' سے مراد 'سید'، 'سادات' اور 'کبیر' جیسے بااثر افراد کی ذاتی اور وصفاتی حیثیت کو اجاگر کرنا ہے، نہ کہ ان کی قومیت یا نسب کو۔

عربِ جاہلیت کے تاریخی واقعات میں زیادہ تر لڑائی جھگڑوں اور خونریزیوں کا ذکر ملتا ہے۔ علامہ ابن عبد الرب نے اپنی کتاب 'العقد الفرید' کی جلد سوم کے سولہویں باب میں، "ایام العرب" کے عنوان کے تحت، عربوں کی خانہ جنگیوں کے حالات لکھے ہیں۔ ان میں جگہ جگہ ان کے 'سادات' یعنی قبائلی قائدین کا ذکر ہے۔ مثلاً، معرکۂ شِمط میں، جو جنگِ فِجار کا آخری معرکہ تھا، ہر قبیلے کا سردار اپنے قبیلے کے ساتھ شریک تھا، جنہیں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"قریشِ کنانہ (یا قریش اور دیگر قریشی قبائل) کے ہر قبیلے کی کمان اس کا اپنا سردار کرتا تھا۔ اسی طرح قیس کے قبائل کی کمان بھی انہی کے سرداروں کے ہاتھ میں تھی، جبکہ مجموعی طور پر بنو کنانہ (قریش اور غیر قریشی قبائل) کی کمان حرب بن امیہ کے

---

[31] محمد حسین ہیکل، **حیات محمد**، (قاہرہ: دار المعارف، 2017ء)، 170۔

[32] القرآن 31:43

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

پاس تھی۔ ایک دستے پر عبداللہ بن جذعانہ اور دوسرے دستے پر قریظ بن ربیعہ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نانا، حرب بن امیہ، لشکر کے قلب میں تھے اور قبیلہ ہوازن کی قیادت مسعود بن منعِب کر رہے تھے۔"[33]

مطلب الاول: سادات کی اقسام کتنی ہیں؟

اصطلاحاً، 'سادات' سے مراد حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عباس، حضرت عقیل اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم اجمعین کی اولاد ہے۔ ان تمام پر زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ حرام ہے۔ البتہ، بعد کے ادوار میں لفظ 'سید' کی اصطلاح مخصوص ہو گئی، چنانچہ ہمارے عرف میں 'سید' صرف ان گھرانوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادگان، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ان کی رسول اکرم ﷺ سے نسبی نسبت کی علامت ہے۔ لہٰذا، موجودہ دور میں صرف حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی نسل سے تعلق رکھنے والے گھرانوں کو ہی 'سید' کہنا چاہیے۔ البتہ، زکوٰۃ اور صدقہ کی حرمت کا حکم مذکورہ بالا پانچوں خاندانوں کے لیے ہے۔

کتاب 'الفتاویٰ الہندیہ' میں زکوٰۃ کے مصارف کے ضمن میں یہ حکم مذکور ہے:

(وَ لَا يُدفَعُ اِلٰى بَنِى بَاشِمٍ، وَهُم آلُ عَلِيٍّ وَ الُ عَبَّاسٍ وَ الُ جَعفَرٍ وَ الُ عَقِيلٍ وَ الُ الحَارِثِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ، كَذَا فِى الهِدَايَةِ)[34]

"اور بنی ہاشم کو (زکوٰۃ) نہیں دی جائے گی، اور وہ آلِ علی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل اور آلِ حارث بن عبد المطلب ہیں۔ جیسا کہ 'ہدایہ' میں ہے۔"

امام جلال الدین سیوطی کی 'العجاجۃ الزرنبیۃ فی السلالۃ الزینبیۃ' میں اس اصطلاح پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے:

(اِنَّ اِسمَ الشَّرِيفِ كَانَ يُطلَقُ فِى الصَّدرِ الأَوَّلِ عَلٰى كُلِّ مَن كَانَ مِن أَهلِ البَيتِ سَوَاءٌ كَانَ حَسَنِيًّا اَم حُسَينِيًّا اَم عَلَوِيًّا مِن ذُرِّيَّةِ مُحَمَّدِ بنِ الحَنَفِيَّةِ وَ غَيرِهِ مِن أَولَادِ عَلِيِّ بنِ اَبِى طَالِبٍ، اَم جَعفَرِيًّا اَم عَقِيلِيًّا اَم عَبَّاسِيًّا وَ لِهٰذَا تَجِدُ تَارِيخَ الحَافِظِ الذَّهَبِيِّ مَشحُونًا فِى التَّرَاجِمِ بِذٰلِكَ يَقُولُ: الشَّرِيفُ العَبَّاسِيُّ، الشَّرِيفُ العَقِيلِيُّ، الشَّرِيفُ الجَعفَرِيُّ، الشَّرِيفُ الزَّينَبِيُّ۔۔۔)[35]

"بیشک 'شریف' کا نام ابتدائی دور میں اہل بیت کے ہر فرد پر بولا جاتا تھا، خواہ وہ حسنی ہو یا حسینی، یا محمد بن حنفیہ کی اولاد سے علوی ہو، یا اولادِ علی بن ابی طالب میں سے جعفری، عقیلی یا عباسی ہو۔ اسی وجہ سے آپ حافظ ذہبی کی تاریخ تراجم کو دیکھیں گے تو وہ اس سے بھری ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں: 'شریف عباسی'، 'شریف عقیلی'، 'شریف جعفری'، 'شریف زینبی'۔ پھر جب فاطمی خلفاء نے مصر میں حکومت سنبھالی تو انہوں نے 'شریف' کے نام کو صرف حسن اور حسین کی اولاد تک محدود کر دیا، اور یہ سلسلہ آج

---

[33] ابن عبد ربہ، **العقد الفريد**، 3/ 385۔

[34] شیخ نظام و دیگر، **الفتاوی الهندية**، (لبنان: دار الكتب، بيروت، 2000ء، طبع الاولى) كتاب الزكاة، الباب السابع فی المصارف، 1/ 189۔

[35] جلال الدين السيوطی، **العجاجة الزرنبية في السلالة الزينبية** (بيروت: دار الفكر 2012ء) 2/ 39۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تک مصر میں جاری ہے۔ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب 'الألقاب' میں کہا ہے کہ بغداد میں 'شریف' ہر عباسی کا لقب تھا، جبکہ مصر میں ہر علوی کا لقب تھا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قدیم اصطلاح زیادہ بہتر ہے، اور وہ ہر علوی، جعفری، عقیلی، اور عباسی پر اس کا اطلاق کرنا ہے، جیسا کہ ذہبی نے کیا اور جیسا کہ ہمارے اصحاب میں سے ماوردی اور حنبلیوں میں سے قاضی ابو یعلیٰ بن الفراء دونوں نے 'الأحکام السلطانیہ' میں اشارہ کیا ہے۔ ابن مالک کا قول 'فی الألفیہ' میں اس جیسا ہی ہے۔ اس کا خاندان تعظیم کے لحاظ سے مقام کامل ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا اطلاق زینب کی مذکورہ بالا اولاد پر بھی ہوتا ہے۔ امام ذہبی نے اپنی تاریخ میں کئی جگہوں پر اس کا اطلاق کیا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اہل مصر کی اصطلاح میں 'شرف' عام اہل بیت کے لیے ایک عام اصطلاح ہے، اور اولاد کے لیے خاص، جس میں زینبیہ بھی شامل ہے۔ اور نسب کا شرف اسی لیے بھی خاص ہے کہ یہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے تعلق رکھتا ہے۔"

کفایت المفتی میں ہے:

کتاب 'کفایت المفتی' میں 'سید' کی تعریف پر ایک سوال وجواب پیش کیا گیا ہے:

سوال: بنو فاطمہ کے علاوہ بنو ہاشم بھی سید ہیں یا نہیں؟

جواب: "بنو فاطمہ کے علاوہ بھی دوسرے ہاشمی لغوی اعتبار سے محترم سید ہیں اور صدقہ کی حرمت کے حکم میں شامل ہیں۔ لیکن اصطلاحاً 'سید' کا لفظ صرف بنو فاطمہ کے لیے خاص کیا گیا ہے۔"[36]

مطلب الثانی: امام احمد رضا خان کا اہم فتویٰ

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک اہم فتویٰ، سادات کے احترام سے متعلق ہے، جو مسئلہ نمبر 180 تا 183 پر مشتمل ہے، کلکتہ سے 26 گدی دیوان رحمت اللہ کے حاجی پیر محمد نے 3 ربیع الآخر 1336 ہجری کو استفسار کیا تھا۔

سوال یہ تھا: "جو لوگ سیدوں کے بارے میں بے ادبی کے کلمات استعمال کرتے ہیں، اور ان کے مرتبے کا خیال نہیں رکھتے، بلکہ تحقیر آمیز الفاظ کہتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟"

اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا: "سادات کرام کی تعظیم فرض ہے، اور ان کی توہین حرام ہے۔ علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی عالم کو 'مولویا' یا 'میر' کہہ کر تحقیر کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ 'مجمع الانہر' میں بھی یہ حکم مذکور ہے:

(اَلِاستِخفَافُ بِالأَشرَافِ وَ العُلَمَاءِ کُفرٌ، وَ مَن قَالَ لِعَالِمٍ عُوِیلِمٌ اَو لِعَلَوِیٍّ عَلَوِیٌّ قَاصِدًا بِهِ الِاستِخفَافَ کَفَرَ)[37]

---

[36] مفتی محمد کفایت اللہ، **کفایت المفتی**، (کراچی: دارالاشاعت، 2001ء) کتاب العقائد، 1/264۔

[37] ابراہیم بن ابراہیم الحلبی ،**مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر**(لبنان: دار الكتب العلميه،بيروت،1998ء،طبع الاولى) باب المرتد، الفصل فی ألفاظ الکفر، 1/ 695۔

"اشراف اور علماء کی توہین کفر ہے، اور جس نے کسی عالم کو 'عویلم' یا کسی علوی کو 'علیوی' کہہ کر تحقیر کا ارادہ کیا، تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔"

خلاصہ یہ کہ سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے۔ جس نے کسی عالم کو چھوٹا کر کے 'عویلم' (چھوٹا عالم) یا کسی علوی کو 'علیوی' (چھوٹا علوی) تحقیر کی نیت سے کہا تو وہ کافر ہو گیا۔ امام بیہقی، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے، اور ابو الشیخ و دیلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَن لَم یَعرِف حَقَّ عِترَتِی وَ الْاَنصَارِ وَالعَرَبِ فَھُوَ لِاِحدٰی ثَلَاثٍ اِمَّا مُنَافِقًا و اِمَّا لِزِنیَۃٍ و اِمَّا لِغَیرِ طُھُورٍ)[38]

"جو میری اولاد، انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے، وہ تین باتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہیں: یا تو وہ منافق ہے، یا ولد الزنا (حرامی) ہے، یا وہ ایسا شخص ہے جس کی ماں نے حالتِ حیض (ناپاکی) میں اسے حمل اٹھایا ہو۔"

یہاں علماء، انصار اور عرب سے مراد وہ لوگ ہیں جو گمراہ یا بد دین نہ ہوں، اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ فرض ہے، جب تک ان کی بد مذہبی کفر کی حد تک نہ پہنچے۔ اگر وہ کفر کی حد تک پہنچ جائیں تو پھر وہ 'سید' نہیں رہتے اور ان کا نسب منقطع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾[39]

"بیشک وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں، اس لیے کہ اس کا عمل اچھا نہیں۔"

امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"یہ فقیر ذلیل، بحمد اللہ تعالیٰ، حضرات سادات کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ادنیٰ غلام اور خادم ہے۔ ان کی محبت و عظمت کو نجات اور شفاعت کا ذریعہ جانتا ہوں۔ اپنی کتابوں میں (اس بات کو) چھاپ چکا ہوں کہ اگر کوئی سید بد مذہب بھی ہو جائے، تو اس کی تعظیم نہیں جاتی، جب تک وہ بد مذہبی کفر کی حد تک نہ پہنچے۔ ہاں، کفر کے بعد 'سید' کی حیثیت نہیں رہتی، اور پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔" اور یہ فقیر (احمد رضا خان) بارہا یہ فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو 'سید' سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو لوگ 'سید' کہلائے جاتے ہیں، ہم ان کی تعظیم کریں گے۔ ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں، نہ ہی سیادت کی سند مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور بلاوجہ سند دکھانے پر مجبور کرنا، اور سند نہ دکھانے پر اسے بُرا کہنا یا طعنہ دینا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ "لوگ اپنے نسب پر امین ہیں" (الناس أمناء على أنسابهم)۔ ہاں، جس

---

[38] احمد بن حسین البیہقی، **سنن الکبیر**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2011ء، طبع الاولی)، شعب الإیمان، رقم الحدیث: 1614۔

[39] القرآن 46:11

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

شخص کے بارے میں ہمیں مکمل تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ وہ 'سید' نہیں ہے اور پھر بھی خود کو 'سید' ظاہر کرتا ہے، تو ہم اس کی تعظیم نہیں کریں گے اور نہ اسے 'سید' کہیں گے، اور مناسب ہو گا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کیا جائے۔[40]

مطلب الثالث: بدمذہب میں سید کا حکم

اگر کوئی شخص جو 'سید' ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اور اس کی بدمذہبی کفر کی حد تک پہنچ چکی ہو، تو اس کی ہرگز تعظیم نہیں کی جائے گی۔ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس حوالے سے واضح کیا ہے کہ: "سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ فرض ہے، جب تک ان کی بدمذہبی کفر کی حد تک نہ پہنچے؛ اس حد کے بعد وہ 'سید' نہیں رہتے اور ان کا نسب منقطع ہو جاتا ہے۔" اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾[41]

"(اللہ نے) فرمایا: "اے نوح! بیشک وہ (کنعان، یعنی تیرا بیٹا) تیرے گھر والوں میں سے نہیں، اس لیے کہ اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں۔"

اس آیت کی روشنی میں، بدمذہب افراد جن کی بدمذہبی کفر کی حد تک پہنچ جائے، خواہ وہ 'سید' مشہور ہوں، نہ تو وہ (شرعی طور پر) 'سید' رہتے ہیں، اور نہ ہی ان کی تعظیم حلال ہے، بلکہ ان کی توہین و تکفیر فرض ہو جاتی ہے۔[42]

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ، مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ نسبی قرابت (رشتہ داری) سے دینی قرابت (مذہبی تعلق) زیادہ قوی ہے۔"[43]

خلاصہ:

یہ مضمون لفظ **'سید'** کے لغوی، عرفی اور شرعی مفاہیم کی وضاحت کرتا ہے۔ لغوی طور پر **'سید'** کے معنی **'سردار'**، **'آقا'**، یا **'معزز شخص'** کے ہیں۔ قرآن و حدیث میں یہ لفظ اسی عمومی مفہوم میں استعمال ہوا ہے، جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے یا قریش کے سرداروں کے لیے۔ ابتدائی اسلامی دور میں **'شریف'** کا لفظ تمام **اہل بیت** (بنو ہاشم) کے لیے استعمال ہوتا تھا، جس میں حسنی، حسینی، علوی، جعفری، عقیلی اور عباسی سب شامل تھے۔ تاہم، مصر میں فاطمی خلفاء کے دور سے **'شریف'** اور **'سید'** کا اطلاق حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے ساتھ خاص ہو گیا، اور یہی عرف آج بھی پاک و ہند سمیت کئی علاقوں میں رائج ہے۔ اس عرف کے مطابق، جب کسی کے نام کے ساتھ **'سید'** لگا ہو تو اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کی براہِ راست نسل سے ہونا ہوتا ہے۔ ساداتِ کرام کا احترام اور تعظیم فرض ہے، اور ان کی توہین حرام۔ تاہم، اگر کوئی شخص (خواہ وہ نسباً سید ہی ہو) بدمذہب

---

[40] احمد رضا، **فتاویٰ رضویہ**، 23/198۔

[41] القرآن 46:11

[42] احمد رضا، **فتاویٰ رضویہ**، 22/421۔

[43] محمد نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**، (کراچی: مکتبۃ المدینہ، 2013ء، طبع الثانی) سورۃ ہود، آیت 46۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ہو کر کفر کی حد تک پہنچ جائے تو اس کی تعظیم نہیں کی جائے گی، کیونکہ نسبی قرابت سے دینی قرابت زیادہ اہم ہے۔ زکوٰۃ کی حرمت کا حکم تمام **بنو ہاشم** کے لیے ہے، چاہے وہ عرفی لحاظ سے '**سید**' کہلائیں یا نہ۔ یہ مضمون لفظ '**سید**' کی تعریف، حقیقی سادات کی اقسام، اور ان سے متعلق شرعی احکامات کو تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ اس اہم لقب کے استعمال میں شرعی اور عرفی پہلوؤں کو ملحوظ رکھا جائے۔